نہ ہوں ؛لیکن موت کے بعد کی لافانی زندگی کے لیے صدقہ جاریہ بن چکی ہیں۔یعنی عمل اور وقت کم ،ثواب اور جزاء سرمدی زندگی کے لیے رجسٹرڈ کر چکے۔ان شاءاللہ

آپ اپنے استاد کی نظر میں: آپ کے استاد مولانا محمد رفیق اثری اپنی تصنیف ''مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری'' ص۳۱۴ میں مولانا عبد المتینؒ کے متعلق لکھتے ہیں: ''کئی سال دارالحدیث میں رہے۔سادہ مزاج ، بلند اخلاق،علم حاصل کرنے میں سنجیدہ ،مطالعہ کتب کے شائق اوراساتذہ کرام کا احترام کرنے والے تھے۔شعبان ۱۳۸۸ھ موافق 1968ء میں سند حاصل کی اور اپنے دیار لوٹ گئے۔کئی سال تک ان کے محبت بھرے سلام، دعائیں اور پیغام آتے رہے۔ایک بار بلتستان سے آنے والے سفیر نے ان کی وفات کی خبر دی۔''

یہ خبر دینے والے 1998ء میں مولانا عبد الحکیم عامر مرحوم اور بندہ تھے، جو ملتان اور جلالپور کی طرف فراہمی چندہ کے لیے جایا کرتے تھے۔

بیماری وسانحہ وفات: آپ چھ ماہ بیمار رہے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔بالآخر اپریل 1996 میں آپ68-67 برس کی عمر مستعار پا کر داعی اجل کو لبیک کہ گئے اور قبرستان شق تھنگ نزد محلّہ ژھین میں سپرد خاک ہو گئے۔

ازواج واولاد: آپ نے ایک بیوہ، دو بیٹے محمد و رفیق اور ایک بیٹی چھوڑی۔رفیق جامعہ دارالعلوم کے فارغ التحصیل ہیں۔دونوں بیٹے کثیر الابناء ہیں۔مولانا عبد اللہ ولد محمد، مولانا صہیب وعبد المتین پسران رفیق جامعہ دارالعلوم کے فارغ التحصیل ہیں، اور مؤخر الذکر پوتا مولانا عبدالمتین کو سال 2018ء سے مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔

حوالہ جات:

(۱) مولانا محمد نذیر کیریسی شاگرد محدث جلالپوری۔

(۲) تقریر سنوی جمعیت اہلحدیث بلتستان سال 1989ء

(۳) محترم محمد علی ولد حیدر

(۴) ذاتی یادداشت ومشاہدات مقالہ نگار

ملکی و عالمی خبریں (جولائی تا ستمبر)

نصر اللہ نصر رحیمی

22 جولائی: ''جموں و کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے، اس میں ضم نہیں کیا جا سکتا۔ دفعہ ۳۷۰ کے تحت اسے آزاد رکھا گیا تھا۔ دفعہ ۳۷۰ کو منسوخ کیا جا سکتا ہے، نہ ترمیم کی جا سکتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت کشمیر نے اپنی خود مختاری برقرار رکھی تھی۔'' مقبوضہ جموں و کشمیر ہائی کورٹ کی عدالت کا تاریخی فیصلہ

وہ مطالبہ جو اہل پاکستان اور کشمیری عوام عرصہ سے کر رہے تھے۔ اب اسے منظور کر لینا چاہیے اور کشمیری حریت پسندوں کو مزید ظلم و جبر کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے۔ یہ فیصلہ بھارت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ کیونکہ یہ پاکستان کی کسی عدالت کا نہیں، خود بھارت کے زیر تسلط جموں و کشمیر کی عدالت کا فیصلہ ہے۔

25 جولائی: وطن عزیز میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے لیے الیکشن ہوا۔ الیکشن میں عمران خان نیازی کی تحریک انصاف دونوں سطح پر بڑی سیاسی قوت کے طور پر ابھری، کئی بڑے قدآور سیاسی رہنما قومی انتخاب ہار گئے، جن میں چودھری نثار، مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سراج الحق وغیرہ شامل ہیں۔

اس بار الیکشن کافی متنازعہ رہا۔ اس پر پرآشوب، غیر منصفانہ اور دھاندلی کا شکار ہونے کے الزامات لگائے گئے۔ یاد رہے ان ایام میں منی لانڈرنگ کے الزام میں احتساب عدالت کے فیصلہ کے تحت نواز شریف اور مریم نواز اور کیپٹن صفدر راڈیالہ جیل میں تھے۔

معاملہ جو بھی ہو، جناب عمران خان وزارتِ عظمٰی کا حلف اٹھا کر پاکستان کے بائیسویں وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ ان کی تقریر اس بات کی غماز تھی کہ وہ پاکستان کو ریاستِ مدینہ کے خطوط پر چلائیں گے اور ہر قسم کی بدعنوانی ختم کریں گے۔ ''ریاستِ مدینہ'' بنانے کا عزم تقاضا کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کی بالادستی قائم کرے اور اسے ہی دستور و قانون بنا دے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وزیر اعظم صاحب اپنے ان دعووں میں سچا اور نیک ارادوں میں کامیاب ہو۔ آمین

6 اگست: ضلع قصور میں زینب قتل کیس کے مجرم عمران علی کو مزید 3 مقدمات میں 12 مرتبہ سزائے موت، 60 لاکھ جرمانہ اور 30 لاکھ روپے دیت ادا کرنے کا عدالتی حکم دیا گیا۔ یقیناً یہ سزائیں ٹھیک ہیں، البتہ دیت کم